نمبر ۸۱ | ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۶ جنوری کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے جلسہ سالانہ کے کارکنوں کے لئے ۶ و ۷ جنوری دو دن کی رخصت بغرض آرام منظور کی ہے ؎

نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ محترمہ عزت بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا افضل احمد صاحب برادر اصغر جناب مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم و مغفور سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہو گئی ہیں۔ مرزا صاحب مرحوم کے خاندان میں سے صرف یہی ایک خاتون باقی تھیں۔ الحمد للہ۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کو بھی قبول حق کی توفیق بخشی ؎

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چھری کانٹے سے کھانا اور ڈاڑھی منڈانا

(فرمودہ ۷ جنوری ۱۹۰۳ء)

فرمایا:۔ اسلام نے منع تو نہیں فرمایا۔ ہاں تکلف سے ایک بات یا ایک فعل پر زور دینے سے منع کیا ہے۔ اس خیال سے کہ اس قوم میں مشابہت نہ ہو جائے۔ ورنہ یوں تو ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا۔ اور یہ فعل اس لئے کیا۔ کہ امت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز صورتوں پر کھانا جائز ہے۔ مگر بالکل اس کا پابند ہونا تکلف کرنا۔ اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو ناجائز سمجھنا منع ہے۔ کیونکہ آہستہ آہستہ انسان یہاں تک تتبع کرتا ہے۔ کہ ان کی طرح طہارت بھی چھوڑ دیتا ہے مَن تشبّہ بقومٍ فھو منھم سے یہی مراد ہے۔ کہ التزاماً ان باتوں کو نہ کرے۔ ورنہ بعض وقت جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے۔ میں خود بعض وقت میز پر کھانا رکھ لیتا ہوں۔ جب کام کی کثرت ہوتی ہے۔ اور میں لکھتا ہوتا ہوں اور ایسا ہی کبھی چٹائی پر کبھی چارپائی پر بھی کھاتا ہوں۔ تشبہ کے معنی یہی ہیں۔ کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لیا جائے۔ ورنہ ہمارے دین کی سادگی پر غیر اقوام نے بھی رشک کھایا۔ اور انگریزوں نے بھی تعریف کی ہے۔ اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لے کر اختیار کئے تھے۔ مگر اب رسم پرستی کے طور پر مجبور ہیں۔ کہ ترک نہیں کر سکتے"۔

فرمایا:۔ "بعض ڈاڑھی مونچھ منڈوانے کو خوبصورتی سمجھتے ہیں۔ مگر ہمیں اس سے ایسی سخت کراہت ہے۔ کہ سامنے ہو۔ تو کھانا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ ڈاڑھی کا جو طریق انبیاء اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہو۔ تو ایک مشت رکھ کر کٹوا دینی چاہیئے۔ خدا نے یہ ایک امتیاز عورت اور مرد کے درمیان رکھ دیا ہے"۔

تبلیغی رپورٹ

انگلستان میں تبلیغ اسلام

کیمبرج یونی ورسٹی میں لیکچر

۲۴- نومبر بروز جمعہ میرا ایک لیکچر کیمبرج یونی ورسٹی کی Spanish Society میں ہوا۔ مضمون یہ تھا Debt of Science to Islam. یونی ورسٹی کے ایک پروفیسر مجھے سٹیشن پر لینے آئے۔ اور اپنے مکان پر لے جا کر مجھے چائے پلائی۔ اس کے بعد Pembroke College. کے ہال میں میرا لیکچر ہوا۔ ایک سو کے قریب یونی ورسٹی کے طلبہ اور بعض لیکچرار موجود تھے۔ ایک گھنٹہ تقریر ہوئی۔ اور اس کے بعد آدھ گھنٹہ سوال و جواب ہوئے جس میں لڑکیوں نے بھی حصہ لیا۔ اور لیکچراروں نے بھی۔

شروع میں میں نے یہ بتایا۔ کہ کس طرح اسلام نے علم سیکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ اور پھر ان کا ترجمہ۔ اس کے بعد بغداد مصر دمشق۔ قرطبہ۔ غرناطہ۔ اشبیلیہ وغیرہ کی یونی ورسٹیوں کا ذکر کر کے ہر علم کے متعلق الگ الگ بتایا۔ کہ کس طرح مسلمانوں نے علم کی خدمت اس وقت کی۔ جبکہ یورپ میں جہالت اور وحشت کا دَورہ تھا۔

سوالات

سوالات مندرجہ ذیل قسم کے تھے۔ جو لڑکوں اور لڑکیوں نے کئے۔ محی الدین ابن عربی کون تھے۔ کیا آج کل کے مسلمانوں نے اپنی شاندار علمی روایات کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ عالم اسلامی میں عورتوں کی حیثیت کیا ہے۔ اور کیا انہیں تعلیم دی جاتی ہے۔ کیا ہندوستان میں اندلس کے مسلمانوں کی تاریخ پڑھائی جاتی ہے۔ مسلمانوں نے مصوری اور سنگ تراشی میں کیا ترقی کی موشحات اور زجل سے کیا مراد ہے۔ مسلمان اندلس کے جو کمالات بیان کئے جاتے ہیں۔ ان میں کیا مبالغہ بھی ہے۔ فرانس کی شاعری پر اسلامی شاعروں کا کہاں تک اثر ہے۔ ابن رشد کا فلسفہ کیا ہے۔ اور مغرب میں اس کا کیا اثر ہوا ہے۔ وغیرہ

جوابات

دوران تقریر میں اور جوابات دیتے ہوئے میں نے جہاں تک ہو سکا۔ دینی پہلو کو بھی مدنظر رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کا ذکر کیا۔ اور حضور کے بعض انگریزی الہامات سنائے۔ اور بتایا۔ کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے۔ انجیل کی طرح قصہ نہیں۔ جو لوگوں نے لکھا ہو۔ انبیاء کے آنے کی غرض اور انسان کے پیدا کئے جانے کا مقصد اور مسیح علیہ السلام کی رسالت کا بھی تذکرہ کیا۔

سکرٹری وصدر کا شکریہ

سوسائٹی کے سکرٹری نے بڑے زوردار الفاظ میں میرا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا۔ کہ ہمیں تقریر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بہت سی چیزیں جن کو ہم آج کل اپنی تہذیب اور ترقی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ وہ دراصل مسلمانوں سے ہم نے سیکھی ہیں۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے جو Spanish. زبان کے یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں Mr. J. B. Trend نے میرا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا۔ کہ آپ نے بڑی Moving speech. کی ہے جس سے یقیناً ہمیں بہت فائدہ پہونچا ہے۔ اور مضمون میں حقیقی دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ امید ہے۔ آپ پھر بھی ضرور آئیں گے۔ اپنی ایک تصنیف آپ نے مجھے بطور ہدیہ پیش کی۔

اس کے بعد فرداً فرداً طلبہ نے شکریہ ادا کیا۔ رات مجھے وہاں ہی ٹھیرنا پڑا جس کے لئے انہوں نے ایک اعلیٰ ہوٹل میں انتظام کیا ہوا تھا۔ سفر خرچ بھی مجھے پیش کیا گیا۔ مگر میں نے نہ لیا تا آئندہ کے لئے ان سے تعلقات قائم رہیں۔

سپین کے بعض لوگوں سے بھی تعارف ہوا۔

آکسفورڈ کی ایک سوسائٹی میں بھی میرا لیکچر مقرر تھا۔ مگر اس دن چونکہ مکرمی چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے وہ منسوخ کرنا پڑا۔

سیرت النبیؐ کا جلسہ

۲۶- نومبر کو سیرت النبی کا جلسہ کیا گیا۔ تلاوت مسٹر مبارک احمد صاحب نیولنگ نے کی۔ اور تقریر Dr. W. M. Weston. B. D. Ph. D. نے کی جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔ اور یہ وضاحت سے بیان کیا۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات پر ایمان لانے کے لئے جس قدر زور آپ نے دیا ہے۔ اور کسی بانی مذہب نے نہیں دیا۔ قلبی اطمینان کا یہی ایک حقیقی ذریعہ ہے۔ اور ایک سچے مسلمان کے لئے مایوسی گناہ ہے۔ وہ راضی برضا رہتا ہے۔ حالانکہ دوسرے لوگ ناامید ہو کر نہ صرف اپنے دل کا اطمینان کھو دیتے ہیں۔ بلکہ خودکشی کر لیتے ہیں۔ دُنیا میں امن قائم کرنے کا ذریعہ بھی خدا تعالےٰ پر حقیقی ایمان لانے سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ لیگ آف نیشنز کے فوائد ہونگے مگر اس میں خدا کا خانہ بالکل خالی نظر آتا ہے۔ اس لئے وُہ پورے طور پر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انقطاع الی اللہ اور توکل علے اللہ اور اطاعت الٰہی کا بہترین نمونہ دکھا دیا ہے۔

ایک اور مصری عیسائی نے بھی چند منٹ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہت تعریف کی۔

اس کے بعد میں نے تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ کس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غلاموں سے بہترین شفقت کا اظہار فرمایا۔ اور ان کے آزاد کرنے کے لئے کس طرح عملی اور کامیاب کوشش کی۔ یورپین قومیں ۱۸۴۲ء تک غلاموں کی تجارت کر کے روپیہ کماتی رہی ہیں۔ اور اس وقت بھی ابی سینیا میں جہاں عیسائی حکومت ہے۔ غلامی موجود ہے۔ اور مہذب حکومتوں نے وہاں کی حکومت سے اب یہ اقرار لیا ہے۔ کہ بیس سال میں اس کو اس ملک سے ہٹا دیا جائے گا۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۱۴۰۰ سال پہلے غلامی کا انسداد فرمایا۔ اور غلاموں کی صحیح رنگ میں ہمدردی کر کے انہیں ایک دنیا کا سردار اور استاد بنا دیا۔

حاضرین کی تعداد ہمارے معمولی اجلاس سے بہت زیادہ تھی جن میں Sir Telford Waugh. خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

نومسلمین کا امتحان دینیات

نومسلموں کی تعلیم کے لئے اتوار کو لیکچر اور سبق دیئے جاتے ہیں لیکن جو دوست لنڈن سے باہر رہتے ہیں۔ ان کی تعلیم کا ابھی تک کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے اس سال میں نے یہ تجویز کی۔ کہ ایک خاص کتاب "Muhammad the Kindred of Humanity. سب کے پڑھنے کے لئے مقرر کر دی اور یہ تحریک کی۔ کہ جو دوست چاہیں۔ وُہ اپنا نام امتحان میں شامل ہونے کے لئے دیدیں۔ اور امتحان کی تاریخ ۱۵- نومبر مقرر کی گئی۔ سہولت کے لئے پرچہ سوالات کا جواب لکھنے کے لئے تین دن کی مہلت دی گئی اور کتاب دیکھنے کی اجازت بھی دیدی گئی۔ مگر شرط یہ رکھی۔ کہ جواب اپنے الفاظ میں لکھے جائیں۔ اور کتاب کی محض نقل نہ ہو۔ سوال بھی ایسے دیئے۔ کہ کچھ سوچ کر لکھنا پڑے۔ مثلاً ایک سوال یہ تھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات آپ کو سب سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔

جو نومسلم اس امتحان میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کے نام اور نمبر میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تا احباب ان کے لئے دُعا فرمائیں:-

(1) Mr Cowen $\frac{64}{100}$ (2) Mrs Cowen $\frac{70}{100}$ (3) Mr Dyer $\frac{84}{100}$ (4) Mr Bush $\frac{52}{100}$ (5) Mrs Shah $\frac{68}{100}$ (6) Miss Saeeda Smith $\frac{80}{100}$ (7) Mrs Hajwani $\frac{81}{100}$ (8) Mr Barker $\frac{81}{100}$

چھوٹے بچوں کا نماز کا امتحان ہوا تھا۔ اور ان کے نمبر اور نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (1) Sam $\frac{50}{100}$ (2) Albi $\frac{50}{100}$ (3) Patsy $\frac{50}{100}$ (4) Ruth $\frac{50}{100}$ (5) Almas $\frac{85}{100}$

قبول اسلام

Miss Davis اور Mr Faulks دو انگریز اشخاص نے بذریعہ خط و کتابت اس ہفتہ اسلام قبول کیا ہے۔ اور Miss L. A. Vaccaro نے زبانی تبلیغ سے

ایک نومسلم کے لئے درخواست دُعا

مسٹر بشیر کوریو جو چودھری فتح محمد صاحب سیال کے وقت میں مسلمان ہوا تھا۔ اور قاضی عبد اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب خوب واقف ہے وہ اور ان کے زمانہ میں کچھ کام بھی کرتا رہا ہے۔ آج کل بیمار ہے۔ اس لئے میں نے ڈاکٹر سلیمان کو دو دفعہ اس کی خبر لینے کیلئے بھیجا۔ لنڈن سے باہر رہتا ہے۔ اس کی روحانی و جسمانی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ رمضان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

۳

تبلیغ احمدیت کے کام پر تبصرہ

اب میں اس سال کے تبلیغ احمدیت کے کام کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ احباب جانتے ہیں۔ کہ اس وقت تک

یوم التبلیغ

دو دفعہ منایا جا چکا ہے۔ یعنی گزشتہ دو سال میں دو دن ایسے مقرر کئے گئے۔ جن میں لوگوں کو سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کی گئی

یوم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی تقریب تو کئی سال سے منائی جا رہی ہے۔ سنہ ۱۹۲۸ء میں پہلی دفعہ یوم النبیؐ منایا گیا تھا۔ جس کو اب ۶ سال ہو چکے ہیں ان جلسوں کے متعلق

سال حال کا تجربہ

پہلے سے بھی زیادہ شاندار اور امید افزا ہے۔ خصوصاً پنجاب کے باہر کے علاقوں میں یوم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے خاص اثر رکھتے ہیں۔ خاص کر بنگال میں یہ تحریک اس طرح گھر کر رہی ہے۔ کہ ممکن ہے۔ یہ

ہندو مسلمانوں کی مشترکہ تحریک

بن جائے۔ بڑے بڑے معزز تعلیم یافتہ اور با اثر ہندو نہ صرف پرائیویٹ گفتگو میں بلکہ پبلک تقریروں میں بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے متحد ہونے اور ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر تحریک اور نہیں ہو سکتی۔ ایک مشہور ہندو لیڈر

مسٹر بپن چندر پال صاحب

نے ایک دفعہ کہا۔ ہندو مسلمانوں کو اس شخص کا ممنون ہونا چاہیئے۔ جس نے یہ تحریک جاری کی ہے۔ اگر یہ تحریک آج سے بیس سال پہلے جاری کی جاتی۔ تو

ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات

کی یہ حالت نہ ہوتی۔ جو اب ہے۔ اور اگر اس تحریک کو جاری رکھا گیا۔ تو امید ہے۔ کہ اہل ہند کے باہمی تعلقات میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اور بھی کئی ایک بڑے بڑے لوگ اس تحریک کے مفید اثرات سے متاثر ہو چکے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ یہ تحریک عام ہو جائے۔

اسی طرح یوم التبلیغ کی تحریک نے بھی بہت مفید اثر پیدا کیا ہے۔ سوائے چند ایک مقامات کے عام طور پر نہ صرف اس کی مخالفت نہیں ہوئی۔ بلکہ لوگوں نے احمدیوں سے

ہمدردی اور محبت کا اظہار

کیا۔ اور خواہش کی۔ کہ انہیں سلسلہ احمدیہ کے متعلق باتیں سنائی جائیں۔ بعض مقامات پر احمدیوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا گیا۔ اور شوق اور دلچسپی سے باتیں سنی گئیں ان امور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیر مسلموں اور خاص کر ہندوؤں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت قائم کرنا۔ اور انہیں آپ کی بے مثال خوبیوں کا معترف بنانا۔ اور مسلمانوں میں احمدیت کی تبلیغ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بعض لوگ یونہی ڈرتے ہیں۔ کہ شائد ان کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہو۔ اور انہیں کامیابی حاصل نہ ہو۔ ورنہ

حق وصداقت

کو قبول کرنے کے لئے لوگوں کے قلوب تیار کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ بڑے شوق سے متوجہ ہو رہے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ جہاں عام لوگوں کے قلوب صداقت کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں وہاں ان لوگوں کو جو لیڈر کہلاتے ہیں۔ یہ بات بہت بری لگ رہی ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر عام لوگوں میں ہمیں کامیابی حاصل ہو گئی۔ تو

تمام سیاسی تحریکات

ان کے ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ اگر ہندو مسلمانوں میں ہمارے ذریعہ اتحاد پیدا ہو جائے۔ تو وہ لیڈر جن کی لیڈری کی بنیاد ہندو مسلمانوں کے تفرقہ پر قائم ہے۔ ان کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ اور وہ اپنی لیڈری کو برقرار نہ رکھ سکیں گے۔ اس وجہ سے

لیڈر کہلانے والوں میں

ہماری مخالفت بڑھ رہی ہے۔ جس کا ایک نمونہ کشمیر کمیٹی ہے۔ اور دوسرا سرحد ضلع ہزارہ میں ہماری مخالفت کا زور شور ہے۔ مگر اس سے جماعت کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اپنی جد وجہد میں اور زیادہ اضافہ کر دینا چاہیئے۔ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ بھی اسی وقت مدد کرتا ہے۔ جب بندہ حقیقی طور پر اس کی

مدد کا محتاج

ہوتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے خدمتِ دین کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ہر قسم کی مخالفت اور ہر قسم کی مشکلات کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے کرنی چاہیئے۔ اور

خدا تعالےٰ کی تائید ونصرت

پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اس حالت میں وہ ہماری مدد کریگا اور ضرور کریگا۔ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہماری کامیابی کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ ان سامانوں سے فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔ دیکھو۔ اگر کوئی میزبان مہمان کے لئے عمدہ بستر بچھا دے۔ اور اس پر لحاف رکھ دے۔ تو یہ سمجھا جائے گا۔ کہ اس نے

میزبانی کا سامان

مہیا کر دیا۔ یہ نہیں امید کی جائے گی۔ کہ میزبان مہمان کو چارپائی پر لٹا کر اس پر لحاف ڈال بھی جائے۔ یا اگر حسب استطاعت عمدہ کھانا پکوا کر اعزاز کے ساتھ مہمان کے آگے رکھ دیا۔ تو یہ نہیں کہا جائے گا۔ کہ میزبان کو مہمان کے موتہہ میں لقمے بھی خود ڈالنے چاہئیں۔ یہ مہمان پر چھوڑ دیا جائے گا۔ کہ وہ خود لقمے اپنے منہ میں ڈالے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے

ہماری کامیابی کے سامان

مہیا کر دیئے ہیں۔ اب اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں۔ اور کہیں اللہ میاں آیئے۔ اور آپ ہی سب کچھ کر کے ہمیں کامیاب بنا دیجئے۔ تو اس طرح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ تو وہی بات ہو گی۔ جو کہا جاتا ہے کہ کوئی شخص نہایت ضروری کام کے لئے کہیں جا رہا تھا۔ راستہ کے ایک طرف پڑے ہوئے ایک آدمی نے اسے آواز دی۔ کہ ذرا ادھر آنا بڑا ضروری کام ہے۔ جب وہ پاس گیا۔ تو بلانے والے نے کہا۔ میری

چھاتی پر بیر

پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دو۔ یہ سنکر اس شخص کو غصہ آیا۔ کہ اس بات کے لئے اس نے مجھے ضروری سفر پر جاتے ہوئے کیوں بلایا۔ اور اسے برا بھلا کہنے لگا۔ تو ایک دوسرے نے جو پاس ہی پڑا تھا۔

اسے کہا۔ اس پر ناراض کیا ہوتے ہو۔ یہ ایسا ہی سست ہے۔ کہ کچھ بھی نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ ساری رات کتا میرا سنہ چاٹتا رہا۔ مگر یہ ہش تک نہ کر سکا
اگر ہم بھی اللہ تعالے سے اسی طرح کام کرانا چاہیں۔ تو وہ یہ کام نہیں کرے گا۔ اس نے ہمیں کامیابی حاصل کرنے کے سامان دے دیئے ہیں۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ کان۔ ناک۔ آنکھیں اور دوسرے اعضاء اس نے عطا کئے۔ مختلف قسم کی طاقتیں دیں۔ ہمارے لئے دلائل۔ اور براہین مہیا کئے۔ نشانات اتارے۔ مختلف قسم کی ایجادیں ہمارے لئے کرائیں۔ ہماری ہمتوں اور طاقتوں سے بڑھ کر ہمیں اموال دیئے۔ اب بھی

اگر ہم سستی کریں

اور یہ سمجھیں۔ کہ اللہ تعالے آکر ہمارے ہاتھ پاؤں ہلانے کے بغیر ہی ہمیں کامیاب کر دے گا۔ تو یہ غلط ہے۔ اللہ تعالے اسی وقت آتا ہے۔ جب اسباب کام نہیں دے سکتے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دشمن اُٹھے۔ اور ہمارے کاغذ پھاڑ دے۔ ہماری قلمیں توڑ دے ہماری سیاہی گرا دے۔ تا آسمان سے ہمارے لئے کاغذ اترے۔ آسمان سے ہمارے لئے قلم و دوات اترے۔ اور آسمان سے ہمارے لئے سیاہی نازل ہو۔ پس اگر دوست چاہتے ہیں۔ کہ

خدا تعالےٰ کی نصرت کے تازہ نشانات

انہیں دیکھنے میں آئیں۔ خدا تعالےٰ کی تازہ وحی ان پر یا ان کے بھائیوں پر نازل ہو۔ اور خدا تعالےٰ کا تازہ عذاب ان کے دشمنوں کے لئے آئے۔ تو انہیں اس بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ کہ دنیا ان کی مخالفت کرے۔ اور شدید مخالفت کرے۔ انتی

شدید مخالفت

کہ جو ہمارے سامانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ جائے۔ اس وقت ہماری مدد اور تائید کے لئے خدا تعالےٰ اُترے گا۔ اس کی نصرت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور

خدا تعالےٰ کی نصرت

کا دیکھنا ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں کوئی بڑی سے بڑی قربانی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ دیکھو ان دنوں ادھر ہماری مخالفت زور سے شروع ہوئی۔ ادھر خدا تعالےٰ نے

کابل میں عظیم الشان نشان

ظاہر کر دیا۔ میں نے اس کے متعلق ایک مضمون بھی لکھا ہے۔ مگر یہ اتنا بڑا نشان ہے۔ کہ اس کے کئی پہلو ابھی باقی ہیں۔ ہمارے ایک دوست نادر علی شاہ صاحب ہیں۔ ایک دفعہ وہ میرے پاس گھبرائے ہوئے آئے۔ اور آکر کہنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کیا میرے متعلق تو نہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کا نام تو نادر علی شاہ ہے۔ اور الہام میں نادر شاہ کا ذکر ہے کہنے لگے شاید میرا نام مخفف کر دیا گیا ہو۔ تو اس الہام کے متعلق ادھر ذہن جا ہی نہیں سکتا تھا جس طرح کہ یہ پورا ہوا ہے ایسے عظیم الشان نشان ہمیشہ مخالفتوں اور شدید مخالفتوں کے

وقت خدا تعالےٰ ظاہر کیا کرتا ہے۔ پہلے امان اللہ خان کے متعلق نشان ظاہر کیا۔ اس وقت بھی سلسلہ کے خلاف بہت شورش پھیلی ہوئی تھی۔ پس جب بھی مخالفت ہوگی۔ خدا تعالےٰ نشان ظاہر کریگا۔ اور ضروری نہیں۔ کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ بیان کردہ نشانات ہی پورے ہوں۔ خود آپ لوگوں کو الہام ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اور آپ لوگوں کے ذریعہ نشانات دکھائے جائیں گے۔ پس دوستوں کو

تبلیغ احمدیت

پر اور بھی زیادہ زور دینا چاہیئے۔ میں نے دیکھا ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے جماعت میں تبلیغ کے متعلق کچھ بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اس کے نتائج تو ابھی نہیں نکلے۔ مگر پہلے جب دوستوں سے تبلیغ کے متعلق پوچھا جاتا۔ تو کہتے۔ لوگ بالکل سوئے پڑے ہیں۔ مذہب کیطرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ مگر اب کہتے ہیں۔ لوگ تو احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ صرف ٹھوکر ہی کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ

۵۰ - ۶۰ - ہزار کے قریب آدمی

قبول احمدیت کے لئے تیار ہو چکا ہے۔ اور بعض نے تو لکھا ہے۔ کہ ہمارے علاقہ میں ہزارہا آدمی تیار بیٹھے ہیں۔ سال حال میں تبلیغ کے عملی نتائج بھی اچھے نکلے ہیں۔ کئی

امریکہ میں نئی جماعتیں

قائم ہوئی ہیں۔ سات آٹھ نئی جماعتیں بنی ہیں۔ اسی طرح

جاوا میں

بہت کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ برکتیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی حاصل ہوتی ہیں

مولوی رحمت علی صاحب

طالب علمی کے زمانہ میں۔ اور اب بھی اتنے سادہ ہیں۔ کہ لوگ عام طور پر ان کی باتوں پر ہنس پڑتے ہیں۔ پیچھے جب وہ یہاں آئے۔ اور ایک موقعہ پر انہوں نے تقریر کی۔ تو پہلے تو میں نے ضبط کیا۔ لیکن پھر مجھے بھی ہنسی آگئی۔ وہ کسی شخص کا ذکر کرتے ہوئے عالم کی بجائے "علماء" کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ یعنی اس علماء نے یہ کہا۔ جب دس بارہ بار انہوں نے اسی طرح کہا۔ تو میں نے پوچھا۔ مولوی صاحب آپ یہ کیا کہتے ہیں۔ کہنے لگے۔ پرانی عادت کیوجہ سے یہ لفظ منہ سے نکل جاتا ہے۔ غرض وہ بہت سادہ ہیں۔ مگر وہ جہاں جہاں بھی گئے۔ وہاں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا اور لوگ یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ ان کا مقابلہ ان کے علماء نہیں کر سکتے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ یہاں ڈچ کانسل مجھے ملنے کے لئے آیا۔ اس نے بھی مجھ سے یہ ذکر کیا۔ کہ مولوی رحمت علی بہت بڑا عالم ہے وہاں کا ایک پادری یہاں آیا۔ اس نے بھی یہی کہا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ مولوی رحمت علی صاحب اپنے آپ کو ہیچ سمجھکر اللہ تعالےٰ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی راہ میں کام کرتے ہیں۔ اس پر خدا تعالےٰ اپنی خاص برکتیں نازل کرتا۔ اور ہر موقعہ پر ان کو کامیابی عطا کرتا ہے انہوں نے پہلے سماٹرا میں ایک بہت بڑی جماعت قائم کی۔ اب وہ جاوا بھیجے گئے۔ یہ تعلیم یافتہ علاقہ ہے۔ مولوی صاحب اگرچہ اس

علاقہ کی زبان سے ناواقف تھے۔ مگر باوجود اس کے گذشتہ تین ماہ کے اندر انہوں نے تین زبردست مباحثے کئے ہیں ان کا نتیجہ یہ ہؤا ہے۔ کہ دو جگہ بڑی زبردست جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ یہاں ہندوستان میں ایک شہر میں ایک مبلغ دو دو سال تک تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ تو ایک دو احمدی ہوتے ہیں۔ مگر وہاں

بوگر اور بٹاویہ

دو مقامات میں تھوڑے عرصہ میں بڑی بڑی جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں جن کی تعداد دو دو اڑھائی اڑھائی سو افراد کے قریب ہے۔ اور وہ لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر مولوی رحمت علی صاحب جب آئیں گے۔ تو پھر بھی ویسے ہی سادہ ہونگے۔ جیسے پہلے تھے۔ ان کے مباحثات کا ذکر جب

غیر احمدی اخبارات

میں چھپتا ہے۔ تو بہت تعریف کی جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ مولوی رحمت علی صاحب مباحثہ میں اس طرح بولتے ہیں۔ جس طرح آسمان سے گرج کی آواز آتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں ہمارے بیس بیس۔ اور تیس۔ تیس مولوی نظر آتے۔ اور کانپتے ہیں۔ وہ اخبارات مولوی رحمت علی صاحب کا اس طرح ذکر کرتے ہیں۔ کہ گویا وہ جماعت احمدیہ کے

تمام علماء کا نچوڑ

ہیں۔ یہ اس اخلاص۔ اور بے نفسی کا نتیجہ ہے۔ جس سے مولوی صاحب کام کرتے ہیں۔ مجھے یہ پڑھ کر حیرت ہوئی۔ کہ ایک غیر احمدی اخبار نے لکھا۔ ایک مباحثہ میں بیس سے زیادہ مولوی مقابلہ پر تھے۔ مگر وہ مولوی صاحب سے کانپتے تھے۔ اور ڈرتے تھے۔ جاوا۔ اور سماٹرا کے علاوہ۔ اور جزائر میں بھی جماعتیں قائم ہوئی ہیں

امریکہ میں تبلیغ

کا جو کام ہو رہا ہے۔ اس کی تفصیل میں نہیں بیان کرتا۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب خود دیکھ آئے ہیں۔ اور انہوں نے اس کے متعلق تقریر بھی کی ہے۔ وہ اس کام سے بہت ہی متاثر ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب

کو اسلامی لٹریچر اور اسلامی مسائل کے متعلق یہ درجہ حاصل ہے۔ کہ اسلامی لٹریچر کے بڑے بڑے ماہر ان کے سامنے کوئی بات پیش کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کہ صوفی صاحب اسے غلط نہ قرار دیدیں۔

انگلستان میں

اس سال مبلغین کی تبدیلی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے مولوی عبدالرحیم صاحب درد کام کو سنبھال رہے ہیں۔ میں نے انہیں ایک ہدایت کی تھی۔ کہ علمی طبقہ میں کام کریں اس کے لئے وہ کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ پادریوں کے ایک کلب میں انہوں نے تقریر کی جس کا اچھا اثر ہؤا۔ امید ہے۔ کہ وہاں بھی علمی طبقہ احمدی مبلغین کا سکہ بیٹھ جائیگا۔ مولوی اللہ دتا صاحب

شام اور مصر میں

اچھا کام کر رہے ہیں۔ وہاں احمدیت کی شدید مخالفت ہو رہی ہے بعض احمدیوں کو پیٹا بھی گیا ہے۔ حکومت بھی خلاف ہے۔ حیفہ میں ایک بہت بڑی جماعت قائم ہے۔ جس کے بہت سے افراد مولوی جلال الدین صاحب شمس کے وقت کے ہیں۔ مگر

مولوی اللہ دتا صاحب

کام کو خوب پھیلا رہے ہیں۔ افریقہ کے مبلغ

حکیم فضل الرحمٰن صاحب

بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ وہاں بیس ہزار کی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ احمدیوں کے چھ سکول ہیں۔ وہاں کے احمدیوں میں سے ہی کئی ایک بطور مبلغ کام کرتے ہیں

پس افریقہ کی جماعتیں اور ان کے مبلغ مصر اور شام کی جماعتیں اور ان کے مبلغ۔ انگلستان کی جماعتیں اور ان کے مبلغ امریکہ کی جماعتیں اور ان کے مبلغ جاوا اور سماٹرا کی جماعتیں اور ان کے مبلغ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ ان کے لئے

دعائیں کی جائیں

اللہ تعالےٰ ان کے کاموں کے اور زیادہ عظیم الشان نتائج پیدا کرے۔ انہیں اپنی رضا حاصل کرنے کے مواقع عطا کرے۔ ان کے شامل حال اپنی تائید و نصرت کرے۔ اور انہیں اپنی حفاظت میں رکھے ؛

پنجاب میں

بھی جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اور

سرحد کی جماعت

بیدار ہو رہی ہے۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری بہت حد تک ملازمت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ کلی طور پر شائد ابھی تک فارغ نہیں ہوئے۔ ان کا علمی مذاق ہے۔ اب انہیں تبلیغ کا کام کرنے کا زیادہ موقعہ ملے گا۔ اس وقت تک صوبہ سرحد کے احمدی اشاعت احمدیت میں پنجاب کے احمدیوں کے قدم بقدم چلتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ اب بھی وہ پیچھے نہ رہیں گے۔ بلکہ ترقی کرنے کی کوشش کریں گے۔ سرحد کے متعلق علم رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ سرحدی لوگوں کی طبائع سخت ہوتی ہیں۔ وہ احمدیت کی طرف زیادہ متوجہ ہو رہے ہیں۔ بلکہ پنجاب کے بعض علاقوں سے بھی زیادہ متوجہ ہو رہے ہیں۔

سوائے ہزارہ کے

علاقہ کے وہاں سرحد کی نسبت زیادہ اس کام ہے۔ مگر خدا تعالےٰ رحم کرے وہاں کے احمدیوں پر۔ کہ وہ تبلیغ کرنے سے ڈرتے رہتے ہیں

بنگال میں

بھی خاص ترقی ہو رہی ہے۔ وہاں ایک ایسی سکیم کے ماتحت کام ہو رہا ہے۔ کہ وہ سکیم کامیاب ہو گئی۔ تو کم از کم پچاس ہزار آدمی چند مہینے میں سلسلہ میں داخل ہو جائے گا۔ وہاں جو لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے معزز اصحاب بھی ہیں۔ ایک صاحب نے جو پہلے ایم۔ ایل۔ سی تھے۔ بیعت کی ہے۔ اب کے وہ ایک خاص وجہ سے امیدوار کھڑے نہ ہوئے۔ آئندہ کھڑے ہوں گے۔ پھر بیعت کرنیوالوں میں ڈاکٹر اور اعلےٰ تعلیمیافتہ لوگ بھی ہیں۔ البتہ

جنوبی ہند میں

سستی پائی جاتی ہے۔ حیدر آباد میں پرانی جماعت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی جماعت ہے۔ مگر بحیثیت تبلیغ بہت پیچھے ہے۔ البتہ بحیثیت فرد دوسری جماعتوں کو چیلنج دے سکتی ہے۔

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

اس جماعت میں ایک ایسے فرد ہیں۔ کہ جنہیں دیکھ کر مجھے دوہری خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایک خوشی تو ان کی تبلیغی خدمات کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری خوشی اس لئے کہ ان کے بیعت کرنے سے پہلے شیخ یعقوب علی صاحب نے مجھے لکھا تھا۔ کہ سکندر آباد میں ایک مخیر سیٹھ ہیں۔ جو احمدیت کی طرف مائل ہیں۔ دعا کریں۔ کہ وہ احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ اس وقت میں نے دعا کی۔ اور

رویا دیکھا

کہ ایک تخت بچھا ہے۔ جس پر سیٹھ صاحب بیٹھے ہیں۔ رویا میں میں نے ان کی جو شکل دیکھی تھی۔ بعینہٖ وہی شکل تھی۔ جو میں نے اس وقت دیکھی جب وہ مجھے ملے۔ اس وقت آسمان سے کھڑکی کھلی۔ اور میں نے دیکھا فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینک رہے ہیں۔ ان کے بیعت کرنے پر مجھے خوشی ہوئی۔ کہ میرا خواب پورا ہو گیا۔ وہ اتنا وقت اور اتنا روپیہ تبلیغ احمدیت کے لئے صرف کرتے ہیں۔ کہ کوئی اور فرد نہیں کرتا۔ تبلیغ احمدیت کے متعلق ان کا جوش ایسا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابہ مولوی برہان الدین صاحب وغیرہ میں تھا۔ اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جوش اس طرح ہے۔ جیسے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب میں تھا۔ اگر اس فرد کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ تو جماعت کے لحاظ سے

حیدر آباد دکن کی جماعت

بہت سست ہے۔ اور بہت پیچھے ہے۔ حیدر آباد کی جماعت پرانی جماعتوں میں سے ہے۔ مگر اس کا قدم آگے کی بجائے پیچھے کی طرف جا رہا ہے وہاں بھی مداہنت کا وہی رنگ نظر آتا ہے۔ جو ہزارہ کے علاقہ میں ہے کہ جب کوئی احمدی ہو۔ تو اس کے سامنے چندہ کا نام نہ لیا جائے۔ نماز کے لئے نہ کہا جائے۔ وہ خود بخود ترقی کر جائے گا۔ لیکن ایسے تحفہ کو لے کر ہم نے کیا کرنا ہے۔ جسے دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اور جو دین کے لئے کوئی قربانی نہ کر سکے

حیدر آباد دکن کے بعض نوجوان

ہیں۔ جن میں جوش پایا جاتا ہے۔ جیسے سیٹھ محمد غوث صاحب کے لڑکے محمد اعظم صاحب اور چند اور نوجوان۔ اس طرح ممکن ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس علاقہ میں بھی ترقی کے سامان کر دے۔ ورنہ جنوبی ہند پر افسوس ہی آتا ہے ؛

روحانی مصلح کی آمد کا تمام اقوام میں انتظار

وہ لوگ جنہیں مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور جنکی نگاہ میں روحانیت کی کوئی قدر نہیں۔ وہ خواہ کتنے زور سے کہتے پھریں۔ کہ دنیا کو کسی روحانی مصلح کی ضرورت نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ دنیا جسقدر ظاہری اور مادی ترقی کر رہی ہے۔ اسی قدر وہ بدیوں میں مبتلا ہوتی جا رہی ہے۔ اور ہر مذہب و ملت کے لوگ بے تابانہ طور پر کسی روحانی مصلح کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں اور اس کی آمد کے منتظر نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار پرکاش (۳م ۲۰ دسمبر) لکھتا ہے "مسلمان کہتے ہیں۔ کہ مہدی آنے والا ہے۔ ادھر اکالی سورما کہتے ہیں۔ کہ کلغی دھر فرما گئے ہیں۔ کہ راج کریگا خالصہ آکی رہے نہ کو" مزید براں ہمارے عیسائی دوست بھی اسی نے میں مست ہو کر کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسے دوبارہ اپنے پورے جلال سے ظاہر ہونگے غریب ہندو بھی اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتے ہیں۔ کہ ہمارا انسری والا کلکی اوتار دھار کر آنے والا ہے۔ حال ہی میں ایک بوڑھے سادھو نے جو کہ یوگی بیان کیا جاتا ہے۔ کلکتہ کے ودیا ساگر کالج کے ہوسٹل میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کلکی اوتار آج سے دس سال بعد یعنے ۱۹۴۲ء میں آ جائیگا اور اس سال دنیا میں امن کے قیام کے سلسلہ میں نئی تبدیلی ہو جائے گی"؛

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ ہر قوم مصلح ربانی کے آنے کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ اور چاہتی ہے۔ کہ جلد سے جلد خدا تعالےٰ کسی انسان کو روحانی اصلاح کے لئے کھڑا کرے۔ ایک طرف دنیا کی اس حقیقی اور فطری خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے اور دوسری طرف یہ دیکھتے ہوئے کہ جب خدا تعالےٰ نے انسان کی جسمانی ضروریات کے پورے ہونے کے سامان خود بخود کر رکھے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ روحانی ضروریات کے متعلق اہل دنیا کی بے تابی اور بے کلی کو جانتے ہوئے بھی نہ کرے۔ جہاں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ ضرور خدا تعالےٰ نے اہل دنیا کی پکار اس بارہ میں بھی سنی۔ وہاں یہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہر مذہب کے لوگوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مصلح کا آنا محال عقلی ہے۔ کیونکہ اگر ان مصلحین کا آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتے۔ اور اگر سر مو اختلاف نہ ہو تو انہیں علیحدہ علیحدہ بھیجنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

پس ساری دنیا کے لئے ایک ہی مصلح آ سکتا ہے۔ اور اس ایک مصلح کے ہی ہر مذہب کے لحاظ سے۔ مہدی۔ مسیح۔ کلکی نہہ کلنکی اوتار وغیرہ نام رکھے گئے ہیں۔ ساری دنیا کے لئے ایک ہی مصلح کے آنے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ایسے سامان اور ذرائع پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ تمام دنیا نے ایک ملک کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور ایک انسان ساری دنیا کو پیغام حق پہنچا سکتا اور صداقت کی دعوت دے سکتا ہے۔ انہی حالات میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے خدا تعالےٰ کے الہام کی بنا پر تمام دنیا کا مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ خدا تعالےٰ نے تمام مذاہب کے موعود مصلحین کے نام آپ کو دیئے۔ اور آپ نے وہ نام پیش کر کے ان اقوام کو دعوت حق دی۔ آپ کے سوا کسی نے نہ تو ساری دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور نہ تمام مذاہب کے موعود مصلحین کا ظہور اپنے ذریعہ بتایا۔ اور نہ کوئی آئندہ ایسا انسان کھڑا ہو سکتا ہے پس ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلامی روزہ کی امتیازی حیثیت اور اس کے آداب

حسب ذیل تقریر مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ نے ۲۶ دسمبر سالانہ جلسہ کے موقع پر کی ؛ (ایڈیٹر)

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ الآیہ

دیگر اقوام کے روزے

آج اس مبارک جلسہ میں جس مضمون کے متعلق مجھے تقریر کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ وہ اسلامی روزہ کی امتیازی حیثیت اور اس کے آداب ہے۔ بیشتر اس کے کہ میں اس موضوع کے مطابق اسلامی روزوں کا ذکر کروں۔ مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ دوسری اقوام اور دیگر مذاہب کے بیان کردہ روزہ کو آپ حضرات کے سامنے پیش کروں۔ قرآن کریم سے پہلی کتب سماوی اور تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہر ملک میں روزے رکھے جاتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں جہاں مسلمانوں کو روزے رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ وہاں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ کما کتب علی الذین من قبلکم کہ اے مسلمانو تم سے پہلے لوگوں پر بھی روزے مقرر کئے گئے تھے۔ تاریخ ہماری اس طرف راہبری کرتی ہے کہ آج سے تین چار ہزار سال قبل ادنےٰ سے لیکر اعلےٰ طبقہ کے لوگ مذہب کی خاطر روزے رکھا کرتے تھے۔ جن میں مذہباً روزے فرض نہ تھے۔ وہ فطری تقاضا کی وجہ سے روزے رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۹ میں روزوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ مغربی ممالک میں چند ہزار سال قبل ادنیٰ اقوام مذہب کی خاطر روزے رکھا کرتی تھیں۔ اسی طرح درمیانی طبقہ کے لوگ بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ جیسے (Celts اور Toutens) اول الذکر قوم مذہب کی خاطر روزے رکھا کرتی تھی۔ اور ثانی الذکر روزے تو رکھتی تھی۔ مگر مذہب کی خاطر نہیں۔ ایسا ہی اسیریا اور بابل کے لوگ بھی گناہوں کی معافی اور قربانی کے لئے روزے رکھتے تھے۔ گو یہ روزے ان کی مذہبی کتب سے ثابت نہیں ہوتے۔ مگر ان کے ہاں رائج ہونے کے کئی نشانات پائے گئے ہیں۔ رومی لوگ بھی اگرچہ ان کی کتب سے روزوں کا پتہ نہیں ملتا۔ مگر جب یہ یونانیوں کے جن کے ہاں مذہباً روزے ضروری خیال کئے گئے ہیں۔ زیر اثر ہوئے۔ تو یہ بھی ان کی اور ان کے نامی فلاسفروں جیسے سٹویک سینکا۔ پیتھے گورین اور افلاطون کے حواریوں کی تلقین سے روزے رکھنے لگ گئے ؛

مشرقی ممالک کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ جین مت والوں نے بھی روزہ پر بہت زور دیا ہے۔ اور ان کے ہاں بھی روزے چالیس چالیس دن تک کے ہوتے ہیں۔ گجرات اور دکن میں ہر سال جینی کئی کئی ہفتوں کے روزے رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں لڑکیاں اچھے خاوند ملنے اور خوشی کی زندگی بسر کرنے کے لئے بھی روزے رکھتی ہیں اسی طرح ہندوؤں میں بھی روزہ پایا جاتا ہے۔ ان میں رہبان یعنے جوگی روزہ کے ساتھ بہت سخت مجاہدات بھی کرتے ہیں۔ اور عام ہندو اس سے کچھ کم درجہ کے روزے رکھتے ہیں۔ وہ یا تو Ceremonials کے لئے یا مذہبی جگہوں میں جاتے وقت یا قربانی کے لئے روزے رکھتے تھے ؛

بدھ مذہب کے ابتدائی لوگ روزے اس طرح رکھتے تھے کہ کم کھایا جائے۔ لیکن تبت میں آج کل یہ لوگ پورے روزے رکھتے ہیں۔ جو بدھ مذہب کی تعلیم کے خلاف ہے۔

چین میں Taoism کے پیروؤں کو روزے کی سخت تاکید ہے۔ اور کنفیوشس کے مذہب میں بھی روزے رکھنے کا حکم ہے۔ یہ روزے گذشتہ آباؤ اجداد کی ارواح کی پرستش کے لئے رکھے جاتے تھے ؛

یہود کے اندر بھی روزہ رکھنے کا رواج تھا۔ چنانچہ بائیبل میں کئی جگہ روزے کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ سموئیل باب ۱۲ آیت ۱۵-۱۶ یوائیل ۲/۱۵ زکریاہ ۷/۵ اور یرمیاہ ۳۶/۶ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ یہود روزے رکھا کرتے تھے۔ یہود میں ایک روزہ ہوتا ہے۔ جسے Atonement کہتے ہیں۔ مدت تک یہود بابل میں جلا وطن ہونے کے بعد یروشلم کے محاصرہ اور تباہی کی یاد میں چار دن کے روزے رکھتے رہے۔ علاوہ ازیں اپنے نفس کی اصلاح کے لئے مسیح کی آمد سے پیشتر اور روزے بھی یہود رکھتے تھے۔ اور کٹر یہود ہر ہفتہ سوموار اور جمعرات کے دن روزے رکھا کرتے تھے۔

عیسائی مذہب میں بھی عہد نامہ جدید کے رو سے روزوں کی تعلیم موجود ہے۔ چنانچہ متی ۶/۱۶ و ۹/۱۴ و اعمال ۱۳/۳ میں نہایت صفائی سے روزوں کا ذکر ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۹ (ایڈیشن چہاردہم) میں پادری آسکر ہارڈمین ڈی ڈی لکھتے ہیں۔ کہ جتنا عیسائیت میں روزوں کو پسند کیا گیا ہے۔ اور جس شدت سے روزوں کی مراحت کا احساس کیا گیا ہے۔ اور جس پیمانہ پر اس پر عمل کیا گیا ہے۔ اور کسی مذہب میں نہیں۔ اور ساتھ ہی آپ لکھتے ہیں۔ کہ بانیٔ عیسائیت نے روزوں کے متعلق کوئی اصول نہیں بتائے۔ بلکہ یہ کام یعنے روزے رکھنے کے اصول کو کلیسا پر چھوڑ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسیحیوں نے روزوں کے لئے بعد میں دن مقرر کئے۔ چنانچہ بپتسمہ کے لئے روزہ رکھتے اور Holy Communion. کے لئے اور Feast of Easter چالیس گھنٹہ کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ کہ اس قدر عرصہ حضرت مسیح قبر میں رہے تھے۔

دوسری صدی عیسوی میں کئی مقامات پر مسیحی ہر ہفتہ بدھ اور جمعہ کے روزے رکھتے تھے۔ اور ان ایام کا نام سٹیشن تھا۔ Montanists. کے اثر کے ماتحت روزوں کے متعلق زیادہ سختیاں عائد کی گئیں۔ اور چوتھی صدی کے اختتام پر تمام کلیسا میں جمعہ کی بجائے ہفتہ کا دن مقرر کیا گیا۔ اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت سوائے قریب المرگ کے کسی کو نہ ہوتی تھی۔ چوتھی صدی کے وسط میں Monastry کے زیادہ ہونے کی وجہ سے خاص قسم کے روزے وجود میں لائے گئے۔ مشرقی کلیسا میں لوگوں نے روزوں کے لئے ایام منتخب کرنے اور ان کے قوانین کے متعلق خود مختاری سے کام لیا۔ اور ان کے اصول مغربی کلیسا سے مختلف تھے۔

سابقہ اقوام پر روزے کس طرح فرض کئے گئے

یہ وہ روزے ہیں۔ جو مختلف مذاہب اور اقوام میں پائے جاتے تھے۔ ان روزوں کے متعلق چار باتیں ایسی ہیں۔ جو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں ان مذاہب میں روزوں کا ذکر ہے۔ وہاں یہ بالکل معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے روزے ان پر مقرر کئے۔ اور یہ کہ خدا حکم دیتا ہے۔ کہ وہ لوگ روزے رکھا کریں۔ مثلاً یہ تو ہے۔ کہ وہ لوگ مذہب کی خاطر روزے رکھا کرتے تھے۔ مگر یہ کسی نے ذکر نہیں کیا۔ کہ خدا لوگوں پر روزے فرض کرتا ہے۔ یا خدا حکم دیتا ہے۔ کہ لوگ روزے رکھیں۔ اگرچہ ہم یہی مانتے ہیں۔ کہ خدا کی طرف سے ہی ان پر روزے فرض تھے۔ مگر ان کے متعلق صاف لفظوں میں یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خدا نے ان کو ان کے نبی کے ذریعہ کہا ہو۔ کہ روزے تم پر فرض کئے جاتے ہیں ؛

دیگر مذاہب میں روزہ کی تفصیل نہیں

دوم ان مذاہب میں روزوں کی تفصیل کا کہیں ذکر نہیں۔ مثلاً یہ کہ کس وقت کھانا کھا کر روزہ رکھنا شروع کریں۔ اور کس وقت افطار کریں۔ نیز یہ کہ روزوں میں یہ یہ کام کریں۔ اور یہ نہ کریں۔ اور فلاں حالت میں روزے رکھیں۔ اور فلاں میں نہ رکھیں

روزہ کے متعلق اسلامی تعلیم

مگر اسلام میں واضح لفظوں میں یہ حکم ہے۔ کہ اے مومنو خدا تم پر روزے فرض کرتا ہے۔ اور وہ تم کو حکم دیتا ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں تم روزے رکھو۔ پھر جہاں خدا تعالےٰ نے روزے رکھنے کا صاف لفظوں میں حکم دیا۔ وہاں ایک خاص مہینہ بھی خود مقرر کر دیا۔ تا تمام مسلمان اسی مہینہ میں اجتماعی طور پر روزے رکھیں۔ اور خدا تعالےٰ کی رحمت اور برکات کو ایک وقت میں جذب کریں۔ اسی امر میں

یہی اسلامی روزہ کو تمام مذاہب اور اقوام کے روزہ پر امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ اور مذاہب کے لوگ روزہ تو رکھتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے اجتماعی طور پر روزہ رکھنے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ تا وہ سب مل کر خدا کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کر سکیں؛

روزوں کی اغراض

غیر مذاہب کے لوگ مختلف اغراض و مقاصد کے لئے روزے رکھا کرتے تھے۔ مثلاً یہود یوروشلم کی تباہی کی یاد میں چار دن کے ہر سال روزے رکھتے۔ عیسائی مسیح کی ولادت کے روزے حضرت مریم کی تسکین کے روزے۔ مصیبت کے وقت کے روزے رکھتے۔ ہندو ذات پات کے روزے مذہبی تہواروں میں جانے کے روزے رکھتے۔ مگر اسلام نے صرف ایک ہی روزہ کی غرض بتائی ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کا تعلق قرب اور عرفان حاصل ہو۔ اگرچہ اور فوائد بھی خود بخود حاصل ہوتے جائیں۔ مگر اصل غرض روزہ کی یہی بتائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ - یعنے روزہ میرے لئے ہے۔ اور اس کی جزا میں خود دیتا ہوں۔ یا اس کی جزا میں خود بنتا ہوں۔ اسی طرح روزہ افطار کرنے کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت اے خدا تیری خاطر میں نے روزہ رکھا۔ معلوم ہؤا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر روزہ قرب الٰہی و رضاء الٰہی کے حصول کی خاطر ہوتا تھا۔ اور یہی آپ کی امت کو ہدایت ہے؛

تفصیلی ہدایات

اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس نے جہاں روزے کا حکم دیا ہے۔ تو اس کو پھر اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ تمام ہدایات تفصیل کے ساتھ خود بتا دیں۔ چنانچہ روزے کا حکم دے کر پہلی ہدایت یہ دی کہ فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ کہ اس مہینہ میں جو شخص بیمار ہو۔ یا سفر پر ہو۔ وہ دوسرے دنوں میں جبکہ وہ نہ بیمار ہو۔ اور نہ سفر پر روزے رکھے؛

سفر اور روزہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ "قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ کہ جس کا اختیار ہو۔ نہ رکھے" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۹) ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ "جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزے رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے۔ کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مریض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو۔ یا لمبا ہو۔ بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزے رکھیں گے۔ تو ان پر حکم عدولی کا فتوےٰ لازم آئے گا۔ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

حدیث میں آتا ہے۔ کہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم لیس من البر الصیام فی السفر (ابن ماجہ صفحہ ۲۶۳) ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ سفر کی حالت میں رمضان میں روزے رکھنا کوئی نیکی نہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ صائم رمضان فی السفر کالمفطر فی الحضر۔ سفر کی حالت میں رمضان کے روزے رکھنے والا ایسا ہے۔ جیسے کوئی مقیم نہ رکھنے والا ہو (ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر)

دوسری ہدایت

دوسری ہدایت یہ دی۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ کہ جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مثلاً بوڑھا دائم المریض۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی ہو۔ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلا دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ "جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں۔ کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقعہ مل سکے۔ مثلاً ایک نہایت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے۔ کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی۔ اور سال بھر اسی طرح گذر جائیگا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے۔ کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔ کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے۔ جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں۔ کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جائے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

تیسری ہدایت

تیسری ہدایت یہ دی۔ کہ ولتکملوا العدۃ پوری کرو تم گنتی۔ یعنے ہم نے جو رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ چند دن روزے رکھ لو۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ گنتی پوری کرو۔ یعنے سارا مہینہ روزے رکھنے ہوں گے؛

چوتھی ہدایت

چوتھی ہدایت یہ دی۔ کہ ولتکبروا اللہ تم اللہ کی تکبیر کرو یعنے اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی یاد بہت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے۔ قرآن کثرت سے پڑھتے بلکہ جبرئیل خود سارا قرآن آپ کو سناتے۔ اور صدقات کثرت سے کرتے؛

پانچویں ہدایت

پانچویں ہدایت یہ دی۔ کہ لعلکم تشکرون تم ہماری نعمتوں کی قدر کرو۔ روزہ سے شکر کا سبق خوب حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک امیر آدمی جس نے کبھی بھوک پیاس کی تکلیف محسوس کی ہو۔ وہ کھانے کی کچھ قدر نہیں کرتا۔ بخلاف اس کے ایک شخص بھوکا یا پیاسا ہو۔ پھر اس کو عمدہ غذا اور شیریں پانی دیا جائے۔ تو وہ اس غذا اور پانی کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ امراء کو بھی روزے کا حکم دے کر ان کو احساس پیدا کراتا ہے۔ کہ خوراک اور دیگر نعماء حقیقتاً قابل قدر ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جس نے پرخوری کی وجہ سے کبھی خوراک وغیرہ کی قدر نہیں کی۔ جب بھوک اور پیاس کے بعد خدا کے حکم سے ان چیزوں کو استعمال کرے گا۔ تو اس وقت اس کو محسوس ہو گا۔ کہ واقعی یہ بڑی نعمتیں ہیں۔ جو میرے مولیٰ نے مجھ کو دی ہوئی ہیں

چھٹی ہدایت

چھٹی ہدایت یہ دی۔ کہ رمضان کا مہینہ بہت برکتوں والا ہے کیونکہ انزل فیہ القرآن قرآن جو کامل شریعت ہے۔ اور تمام برکتوں کا مجموعہ ہے۔ ایسی کامل کتاب کی ابتداء نزول اسی ماہ سے ہوئی۔ اس لئے یہ مہینہ بڑی برکتوں والا ہے۔ اس واسطے فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون یعنے یہ ادب سکھایا۔ کہ اس بابرکت مہینہ میں کثرت سے دعائیں کرو۔ کیونکہ جو اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کو اپنے قریب محسوس کرتا ہے۔ یعنے اس کی تائید اور مدد زیادہ کرتا ہے۔ سو جس طرح بھوکا پیاسا یا ننگا انسان جس کے پاس غذا پانی اور لباس نہیں قابل رحم ہے۔ مگر اس سے زیادہ قابل رحم وہ ہے۔ جو بھوکا بھی ہے۔ اور اس کے نزدیک ہی نہایت عمدہ غذا ہے۔ لیکن وہ اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح وہ شخص بھی بہت قابل رحم ہے۔ جس کی زندگی میں اس کو یہ مبارک مہینہ نصیب ہؤا۔ مگر اس نے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے۔ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گذر گیا۔ پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا۔ اور والدین گذر گئے۔ مگر اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ چونکہ دعا کا ہر ایک شخص محتاج ہے۔ اس لئے ترغیب دی۔ کہ اے انسان تو خصوصیت سے اس بابرکت مہینہ میں دعائیں کیا کر؛

ساتویں ہدایت

ساتویں ہدایت یہ دی۔ کہ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نسائکم۔ کہ رمضان کے مہینہ میں دن کے وقت جب روزہ رکھا ہؤا ہو۔ تو اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت مت کر۔ البتہ رات کے وقت کر سکتے ہو

آٹھویں ہدایت

آٹھویں ہدایت یہ دی۔ کہ کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ کہ روزہ رکھنے کے لئے سحری کے وقت کھا پی لو اور پھر مغرب تک اس کے نزدیک نہ جاؤ مغرب کا وقت آ جائے تو پھر کھاؤ۔ گویا افطار اور روزہ رکھنے کا وقت بھی بتا دیا۔ اس کی تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری آخری وقت کھانی چاہیئے اور افطار مغرب ہوتے ہی کرنا پسندیدہ ہے تاکہ سہولت رہے۔ کھانے پینے کی بندش میں ہی یہ آ جاتا ہے کہ کسی طریق سے پیٹ میں کوئی چیز نہ پہونچائے۔ مثلاً نسوار لینا۔ یا حقنہ کرانا کھانے پینے سے روکنے کا منشاء یہ ہے کہ عمداً روزے میں نہ کھایا جائے لیکن اگر بھول کر کھا لیا جائے۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کوئی شخص بھول کر کھا رہا ہو تو کوئی یاد بھی نہ کرائے کیونکہ اس کو اس وقت خدا کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اسی ضمن میں یہ بات بھی آ جاتی ہے کہ کھانے پینے سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ پیٹ میں کوئی چیز داخل نہ کی جائے۔ البتہ اگر نکسیر آ جائے یا قے آ جائے یا فصد کرایا ہو یا سینگیاں لگائی ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کلوروفارم سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ روزہ میں آئینہ دیکھنا سرمہ لگانا سر میں تیل لگانا۔ خوشبو سونگھنا۔ مسواک کرنا ان سب باتوں کی اجازت ہے۔

بغیر سحری کے روزہ رکھنا

اگر کوئی شخص بغیر سحری کے روزہ رکھتا ہے تو یہ پسندیدہ امر نہیں اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تسحروا فان فی السحور برکۃ۔ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔

نویں ہدایت

نویں ہدایت یہ ہے۔ ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد۔ کہ اس بابرکت مہینہ میں مسجدوں میں اعتکاف بھی بیٹھو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں ڈیرہ لگا لینا چاہیئے۔ اور وہاں نمازیں پڑھنی چاہئیں۔ ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ قرآن کریم پڑھنا چاہیئے اور دعائیں کرنی چاہیئے اور سوائے قضائے حاجت کے مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ قضاء حاجت جاتے وقت انسان عیادت مریض بھی کر سکتا ہے ان دنوں دن کے وقت بھی عورت سے ملنا نہیں چاہیئے۔ تاکہ عبادت الٰہی میں پورے طور پر حصہ لے کر خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت پیدا کرنے کا موقعہ مل سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات ہے جس کا نام لیلۃ القدر ہے جو انسان اس رات دعا کرے۔ وہ قبولی ہو جاتی ہے۔ ثمرات دعا کی قبولیت فضل الٰہی کے جذب کرنے اور عرفان الٰہی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ قرآن میں اسی کے نام کی ایک سورۃ ہے جس میں بتایا ہے کہ ہزار مہینہ کی راتوں سے یہ رات بہتر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ رات رمضان کے آخری عشرہ میں مل جائے گی۔ خصوصیت سے حضور نے ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ اور ۲۹ رمضان کی تاریخوں میں سے کسی تاریخ میں اس کے ہونے کی طرف زیادہ توجہ دلائی ہے۔ الغرض یہ آخری عشرہ خاص طور پر مسجدوں میں عبادت کے لئے مقرر کیا اور سوائے قضائے حاجت یا کسی اشد ضرورت کے اس عشرہ میں باہر آنے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ معتکف کیا اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے تو جواب میں فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروری کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۴ جلد ۱)

دسویں ہدایت

دسویں ہدایت یہ دی۔ کہ اعتکاف میں دن کے وقت بھی عورت سے مباشرت نہیں کرنی چاہیئے۔

گیارھویں ہدایت

گیارھویں ہدایت تراویح کا مسئلہ ہے۔ یعنی رمضان کے مہینہ میں انسان نماز عشاء کے بعد یا تہجد میں ۸ رکعت نفل پڑھے جماعت کے ساتھ۔ یا علیحدہ ۸ رکعت کے بعد تین وتر پڑھے جاتے ہیں اور یہ ۱۱ رکعت ہو جاتی ہیں۔ اس نماز کا ذکر اگرچہ اس جگہ صراحت کے ساتھ تو نہیں مگر ولتکبروا اللّٰہ کی آیت سے یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے۔ ان ہدایات کو بیان کر کے اسلام ہم کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تلک حدود اللّٰہ فلا تقربوھا۔ یہ آداب ہیں۔ جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کئے ہیں۔ ان سے تجاوز کرنا تو الگ رہا۔ ان کے خلاف کرنے کے نزدیک تک نہ جاؤ۔ اور کہا کہ کذالک یبین اللّٰہ للناس آیاتہ لعلھم یتقون۔ اس طرح اللہ لوگوں کے لئے کھول کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ تاکہ لوگ متقی ہو جائیں۔ ۔

رمضان کے علاوہ روزے

روزے صرف ماہ رمضان کے ہی نہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور بھی روزے کثرت سے رکھتے تھے۔ چنانچہ ہر ہفتہ۔ سوموار اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں مہینہ میں چاند کی تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں تاریخ روزے رکھتے تھے۔ اسی طرح ماہ شوال میں چھ روزے اور ماہ شعبان میں تو زیادہ روزے رکھتے تھے۔ یوم عرفہ اور یوم عاشورا کو بھی روزے رکھتے تھے۔ ۔

روزوں کی اصل غرض

اصل غرض روزوں سے متقی بننا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جہاں روزوں کے فرض ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں آخر میں کہا ہے۔ لعلکم تتقون۔ روزوں کی اصل غرض یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ متقی کس طرح اور کسے بنا جاتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائی۔ شخصی ضرورتوں میں مثلاً کھانا پینا ہے۔ اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق ان دونوں قسموں کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لے۔ جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے اور جوان آدمی محسوس کر سکتا ہے کہ اس کو بیوی کی کس قدر ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ سخت گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے۔ ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں گھر میں دودھ۔ برف شربت سب کچھ موجود ہے مگر ایک روزہ دار اس کو نہیں پیتا۔ کیوں اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اس کو اجازت نہیں۔ بھوک لگتی ہے۔ ہر ایک قسم کی نعمت زردہ۔ پلاؤ۔ قلیہ۔ قورمہ۔ فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہے اگر نہ ہوں تو موجود ہو سکتی ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں صرف اس لئے کہ اس کو مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔ نسلی ضروریات کے لئے حسین نوجوان اور صحیح القویٰ بیوی موجود ہو۔ مگر روزہ دار اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ اس لئے کہ اگر نزدیک جائے گا تو مولیٰ کریم ناراض ہوگا۔ ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے۔ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے وہ تقاضائے نفس کے باوجود ان کو استعمال نہیں کرتا۔ تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف وہ کیوں راغب ہونے لگا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضا کی خاطر ان پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ انسان کے نفس جذبات اور خواہشات پر قابو پا سکے اور خواہشات نفسانی کے تابع نہ ہو۔ کہ جدھر وہ اس کی باگ پھیریں یہ پھر جائے۔ گویا کہ اس کا معبود اس کی خواہشات ہی ہو جائیں۔ اور آیت۔ افمن اتخذ الٰھہ ھواہ کا مصداق بن جائے۔ بلکہ اس کی خواہشات اس کے قابو میں آ جائیں۔ اس طرح پر کہ نفس پر جو خواہشات کا منبع ہے۔ روزے کی لگام چڑھائی جائے۔ ۔

روزہ سے ایک اور سبق

دوسرا اس سے یہ سبق دیا کہ جب حلال چیزوں کو انسان خدا کی

خاطر ترک کر دیتا ہے۔ تو وہ چیزیں جن کی اللہ نے مطلقاً اجازت نہیں دی۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ان کو انسان اختیار کرے۔ اور اس طرح حرام کھائے پیئے۔ اور بدکاری کا ارتکاب کرے۔ گویا اس طریق سے انسان معاصی سے بچ جاتا ہے۔

قلبی پاکیزگی کا حصول

تیسرا فائدہ روزے سے یہ ہوتا ہے۔ کہ اس سے دل پاک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر اتنا یقین ہو جاتا ہے۔ کہ گویا خدا تعالیٰ کو انسان دیکھ لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش ملکر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں۔ کہ گرمی کے مہینہ میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو کہتے ہیں۔ جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر القلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ یہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ بے شک روزے کا اجر عظیم ہے۔ مگر امراض و اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتی ہیں۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے ان تصوموا خیرا لکم۔ اگر تم روزے رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵ جلد ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجربہ

یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فقط بتایا ہے کہ روزے سے تجلی قلب ہوتا ہے جس سے مکاشفات ہوتے ہیں بلکہ خود حضور اپنا تجربہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رویاء صالحہ کے مطابق مخفی طور پر میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے اس اثنا میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معہ حسین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ غرض اس طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جن کا ذکر موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے۔ جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے تھے۔ جن میں سے بعض چمکدار بعض سبز و سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہونچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اس کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور روزہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا نور تھا۔ جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی۔ یہ روحانی امور ہیں جن کو دنیا نہیں پہچان سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بھی موجود ہیں۔ جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱)

روزہ کی جزا خود خدا تعالیٰ ہے

اسی کے متعلق حدیث قدسی ہے کہ۔ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ کہ جتنی عبادتیں انسان کرتا ہے اس میں ریا ہو سکتا ہے مگر روزہ ایک ایسی چیز ہے جس میں کسی قسم کی ریاء نہیں ہو سکتی۔ مثلاً اگر وہ بازار میں جاتا ہے تو سینکڑوں انسان بازاروں میں نہیں کھاتے اور روزہ بھی ان کا نہیں ہوتا ممکن ہے اس کا بھی یہی حال ہو۔ گھر میں دن کے وقت نہیں کھاتا تو بسا اوقات انسان روزہ دار نہیں ہوتا اور نہیں کھاتا مثلاً بیمار ہو۔ ناراضگی ہو۔ بازار سے کھا آیا ہو۔ یا کسی نے دعوت کر دی ہے ممکن ہے اس کا بھی یہی حال ہو۔ پس روزہ میں اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ریاء نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روزہ میرے ہی لئے ہو سکتا ہے اس لئے اس کی جزا بھی میں خود ہوتا ہوں۔ یعنی اپنا عرفان اس کو عطا کرتا ہوں اور اپنے قرب میں جگہ دیتا ہوں۔ یہ کتنا بڑا انعام ہے اگر انسان اس پر غور کرے۔ تو سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک اور تمام صفات حسنہ کا منبع ہے جس کو وہ اپنے قرب میں جگہ دے گا۔ اس کو کس قدر سرور ہو گا۔ اے خدا ہم کو تو اپنے فضل سے اسی قسم کے روزے رکھنے کی توفیق دے۔ تا ہم کو تیرا قرب اور تیری معرفت عطا ہو۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ جیسا کہ پہلے میں بتا آیا ہوں۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگ روزے مختلف اغراض کے لئے رکھتے تھے۔ کوئی اچھے خاوند کے لئے کوئی دنیا میں خوشحال ہونے کے لئے کوئی مسیح کی پیدائش کے دن۔ کوئی مسیح کی قبر میں رہنے کے دن کی وجہ سے۔ مگر اسلام نے کہا۔ اے انسان تو روزہ اس ہستی کے لئے رکھ۔ جو تمام صفات سے متصف اور تمام خوبیوں کی کان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

بیکسوں کی امداد

چوتھا فائدہ اس سے یہ ہے کہ انسان بسا اوقات دوسروں کی تکلیف کو محسوس نہیں کر سکتا۔ لیکن اس طرح جب وہ خود ایک ماہ صبح سے شام تک بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو متوجہ کرتا ہے۔ کہ اے انسان وہ بھی میرے بندے ہیں جو تمام سال بھوکے پیاسے اور بغیر شادی کے زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ عملی سبق ہے کہ اس کو ان کی اعانت اور مدد کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

تہجد پڑھنا

پانچواں فائدہ یہ ہے۔ کہ تہجد جو نہایت ہی ضروری چیز ہے ۳۰ دن متواتر رات سحری کے لئے اٹھنے کے باعث اسے پڑھنے کی توفیق مل جاتی ہے اور آئندہ یہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

جفاکشی

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح جفاکشی کا مادہ انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ روزے کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔ اگر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کرنی پڑے۔ تو روزہ دار آسانی سے کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔" روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا روح پر۔" (مجموعہ فتاوی احمدیہ)

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ الصوم جنۃ من النار فاذا کان صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم عند اللہ اطیب من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحھما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ (رواہ البخاری) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے آگ سے روزہ سپر ہے آگ سے پس جب تم میں سے کوئی روزے دار ہو تو وہ گالی گلوچ نہ کرے۔ اور نہ چلائے اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو چاہیئے کہ وہ کہے کہ میں روزے دار ہوں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ یقیناً روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک بہتر ہے کستوری کی خوشبو سے۔ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں۔ ایک جبکہ وہ افطار کرے۔ دوسرے جب وہ خدا کے پاس جائیگا۔

عمداً روزہ توڑنے کی سزا

رمضان کے مہینہ میں جو کوئی روزہ رکھ کر بغیر شرعی عذر کے عمداً روزہ توڑتا ہے تو اس کی جزا غلام کا آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا ہے۔

صفات الٰہیہ کا مظہر بننا

چھٹا فائدہ روزے کا یہ ہے کہ انسان متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ خدا کی صفت یہ ہے کہ وہ نہیں کھاتا اور نہ پیتا ہے اور نہ اس کو کسی بیوی کی ضرورت ہے وہ بالا ہے ان امور سے اور ارفع ہے ان کثافتوں سے پس ایک انسان روزہ رکھکر خدا تعالیٰ کے حضور تصویری زبان میں یہ کہتا ہے کہ اے خدا میری ساری خوشی اور تمام جد و جہد اور انتہائی مقصود تو ہے

کہ میرا تجھ سے ایسا تعلق ہو جائے۔ جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور ایسا رشتۂ وصل قائم ہو۔ جس کے بعد کبھی فصل نہ ہو۔ اس لئے میں اپنی طاقت اور قدرت کے موافق تیرے حکم کے ماتحت تیرے رنگ میں رنگین ہوتا ہوا۔ اکل و شرب اور مجامعت کو چھوڑتا ہوں۔ اور باوجود ان سب سامانوں کے ہونے کے میں تیری ہی رضاء کی خاطر یہ سب کچھ کرتا ہوں سو تو مجھ پر رحم فرما اور مجھ پر اپنا جلوہ ظاہر کر۔ سو جب انسان اخلاص کے ساتھ اس طرح کرتا ہے۔ تو جس طرح بچہ ماں کو منوانے کے لئے روتا پھر بیٹھ جاتا۔ پھر زمین پر لیٹ جاتا ہے۔ تو ماں کے دل میں رحم جوش مارتا ہے۔ اور وہ اس کو اٹھا کر گود میں لے لیتی ہے۔ اسی طرح خدا اپنے بندے کی ایسی حالت کو دیکھ کر اپنی رحمت کا ہاتھ اس کی طرف بڑھاتا۔ اور اس کو اپنی رحمت کی گود میں لے لیتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں خدا کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حکم کے ماتحت چھ مہینہ متواتر مخفی طور پر روزے رکھے۔ تو خدا نے وہ درجہ اور قرب عطا کیا۔ کہ نہ قلم کو طاقت ہے۔ کہ بیان کرے۔ اور نہ زبان کو قدرت ہے۔ کہ وہ اس کو ظاہر کرے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں ؎

نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم
کجا باشد خبر از ما گرفتاران نخوت را

تین قسم کے روزے

ساتواں فائدہ روزے کا خود روزے کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ روزہ فقط اسی کا نام نہیں۔ کہ انسان کھانا پینا اور بیوی کے پاس جانا چھوڑ دے۔ بلکہ روزہ تین قسم کا مانا گیا ہے۔ ایک عوام کا ایک خواص کا اور ایک خاص الخاص لوگوں کا۔ پہلی قسم تو یہ ہے۔ کہ انسان کھانے پینے اور جماع سے دن بھر علیحدہ رہے۔ یہ تو عوام کا روزہ ہے۔ دوسرا روزہ یہ ہے۔ کہ علاوہ ان باتوں کے اپنے تمام جوارح یعنے آنکھ۔ زبان۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور ناک وغیرہ کو بدی سے روکے۔ ہر بدی جو عضو سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے نزدیک نہ جائے۔ اس میں گویا یہ بھی آ گیا۔ کہ جھوٹ غیبت الزام تراشی وغیرہ سب باتوں سے خاص طور پر پرہیز کرے۔ اگر اس سے کوئی لڑے گالی دے۔ تو اسے فوراً یہ کہدے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ یہ خواص کا روزہ ہے۔ تیسرا روزہ یہ ہے۔ کہ علاوہ ان مذکورہ بالا امور کے ہر وقت اپنی توجہ کو خدا کی طرف لگائے رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اپنے دل کو خدا تعالےٰ کی محبت اور عظمت سے پُر کرے ۔

خلاصہ کلام

غرض جب انسان روزے کو اس کے آداب کے ساتھ بجا لاتا ہے تو اس کے نفس کے تمام جذبات اور خواہشات و شہوات جو تند سیلاب بنکر اس کے اندر طغیانی دکھا رہے ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ کم ہو جاتے اور ان پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ گویا کہ مومن روزے کی چھری سے جب اپنے نفس کو ذبح کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنی محبت و الفت کا شعلہ

جمعیتہ العلما کا مفتی اور یوم النبیؐ کے جلسے

بالیسر کے بعض مسلمانوں نے یوم النبیؐ کے جلسوں کو روکنے کے لئے مفتی عظمت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ اڑیہ زبان میں چھاپ کر کثرت سے تقسیم کیا۔ فتویٰ مذکور میں مفتی صاحب نے صریح غلط بیانی اور حق پوشی سے کام لے کر اپنے تئیں علماء سوء کے زمرہ میں شامل کر لیا۔ اور احمدیت کی دشمنی کے سبب غلط بات بیان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ فتویٰ میں مفتی صاحب نے لکھا۔ "یوم النبی کے جلسوں میں چونکہ عقائد احمدیہ کی اشاعت و تبلیغ ہوا کرتی ہے۔ اور احمدی لوگ یوم النبی کی آڑ میں اپنے عقائد باطلہ بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کیا کرتے ہیں۔ اس لئے عام مسلمانوں کو شمولیت جلسہ سے روکا جاتا ہے" حالانکہ احمدی ان جلسوں میں اپنے واجب الاطاعت امام کی ہدایات کے مطابق اپنے عقائد خصوصی کا ذکر نہیں کرتے۔ اور ان جلسوں میں سوائے فضائل نبوی اور تعلیم اسلام کے کسی اور بات کا تذکرہ نہیں ہوتا۔

یوم النبیؐ کے جلسوں میں اگر احمدی علماء ہی لیکچرار ہوتے۔ اور وہاں کسی اور کو لیکچر دینے کی اجازت نہ ہوتی۔ تو مفتی صاحب کا یہ شبہ درست ہو سکتا تھا لیکن جبکہ فضائل اسلام بیان کرنیوالے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مناقب پر لیکچر دینے والے احمدیوں کے علاوہ دوسرے مذاہب و اقوام کے معزز لوگ بھی ہوں تو پھر یہ شبہ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ کیا ایک پادری یا آریہ سماجی سے یہ توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ جلسہ میں آ کر اپنے تمام مذہبی عقائد بھول جائے۔ اور صداقت احمدیت پر لیکچر دینا شروع کر دے۔ اور کیا ایک شیعہ و سنی اختلاف عقائد کے باوجود خوشی اور مسرت کے ساتھ عقائد احمدیہ کی سچائی پر تقریر کرے گا۔

مفتی صاحب کو اگر یوم النبیؐ کے جلسوں میں شریک ہونیکا موقعہ نہیں ملا تھا۔ تو اخباروں میں ضرور پڑھا ہو گا۔ کہ یوم النبیؐ کے جلسوں میں تقریر کرنے والے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صفات اور خوبیوں پر اظہار خیالات کرنے والے ہندو عیسائی پارسی۔ شیعہ۔ سنی۔ سب ہی ہوا کرتے ہیں۔ تو پھر عقل حیران ہے کہ مفتی صاحب نے کس بناء پر ایک خلاف واقعہ بیان شائع کیا ۔

آج کل کے علماء نہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق حسنہ اور صفات قدسیہ کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں اور نہ دوسروں کو پہنچانے دیتے ہیں۔ اس پر بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا دم بھرتے۔ اور آپ کی جانشینی کا دعویٰ کرتے ہیں ۔

ہندوستان بھر میں سیرۃ النبیؐ کے کامیاب جلسے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر امسال اللہ تعالےٰ کے فضل سے تمام ملک میں اس کثرت سے جلسے ہوئے ہیں۔ کہ سب کی مفصل رپورٹوں کا شائع کرنا الگ رہا۔ مختصر اطلاعات کا اندراج بھی مشکل ہے۔ اس لئے اب صرف ان مقامات کے نام درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جن کی مختصر رپورٹیں اہم وقتی مضامین کی وجہ سے شائع نہیں کی جا سکیں

(۱) کلیانپور (لائلپور) (۲) چک ۲۳ (سندھ) (۳) ڈیرہ غازیخان (زنانہ جلسہ) (۴) انوارا (۵) سرائیل (۶) آشوگنج بازار (۷) ترنا (۸) فتوڑا (۹) کشن پور (بنگال) (۱۰) آنبہ (۱۱) سٹھ لک (۱۲) بہلول پور چک ۵ (۱۳) ڈنگہ (۱۴) احمدی پور (۱۵) گالڑیاں (۱۶) شاہدرہ (۱۷) رہتال (کشمیر) (۱۸) ہرسیاں (۱۹) صالح نگر (۲۰) احمد آباد سٹیٹ (۲۱) جھنگ (۲۲) خوشاب (۲۳) کیرنگ (۲۴) بالاکوٹ (۲۵) کریم پور (جالندھر) (۲۶) خانانوالی (۲۷) میانوالی (۲۸) کوٹ باجوا (۲۹) کیمل پور (۳۰) سری پار (اڑیسہ) (۳۱) مردان (۳۲) مزنگ (۳۳) مظفر نگر (۳۴) بھینی میلوان (۳۵) کانٹھ گڑھ (۳۶) دیوا سنگھ (۳۷) تھال پور (۳۸) دہانہ ساہیو (۳۹) کلانور (۴۰) کالاگوجراں (۴۱) گھٹیالیاں (۴۲) پاک پٹن (۴۳) سارچور (۴۴) گنج (سیالکوٹ) (۴۵) پنڈی چری (۴۶) جالندھر (۴۷) غوث گڑھ (۴۸) جام پور (۴۹) مجوور (۵۰) میت پور (۵۱) شرحہ (۵۲) چک ایمرچ (۵۳) باڑی پور (۵۴) کوٹ رحمت خان (۵۵) چک ۹۹ سرگودہا (۵۶) شاہ پور (گورداسپور) (۵۷) کوٹ کپورہ (۵۸) تلہ (۵۹) مانانوالہ (۶۰) جبتر وال (۶۱) شاہ پور (۶۲) بھاکا بھٹیاں (۶۳) بھینی شرقپور (۶۴) گوجرہ (۶۵) ڈیریٔ سرسٹیٹ (۶۶) شاہ مسکین (۶۷) پٹر خاکوٹ (۶۸) لیٹی (۶۹) کرٹ (۷۰) مرجان (۷۱) ہریال (۷۲) بھبوا (ای۔ آئی۔ آر) (۷۳) کھاریاں (۷۴) میدنا پور (۷۵) گکھڑ (۷۶) جھلی (۷۷) پڑجیال (۷۸) ڈھاکہ (۷۹) میمن سنگھ (۸۰) زنگپور (۸۱) پٹنہ (۸۲) آگرہ (۸۳) جالندھر چھاؤنی (۸۴) سامانہ (۸۵) جڑانوالہ (۸۶) چک ۱۳ سرگودہا (۸۷) گھوگھیاٹ (۸۸) پٹی (۸۹) ملکوال (۹۰) کہوٹ (۹۱) فتح پور (۹۲) نور محل (۹۳) بٹالہ (۹۴) تتھر (۹۵) ڈیرہ اسمٰعیل خان (۹۶) سانبھر (۹۷) سنگو والہ (۹۸) جھاٹلہ (۹۹) چینیبی (۱۰۰) گوجرہ (۱۰۱) جھلوملر (۱۰۲) ملتان (فوکلٹ) (۱۰۳) ٹھیکریوالہ (۱۰۴) دھاریوال (۱۰۵) کفری (۱۰۶) چک ۵ الف (سندھ) (۱۰۷) جھجیوال (۱۰۸) پوری (۱۰۹) چک ۳۵ سرگودہا (۱۱۰) کوٹلی (۱۱۱) سودا (۱۱۲) سنور (۱۱۳) آرا (۱۱۴) ھیلکیاں (۱۱۵) پائیل (۱۱۶) جلبہ (ملتان) (۱۱۷) کشمری (۱۱۸) چک ۲۵ (۱۱۹) کمال ڈیرہ (سندھ) (۱۲۰) بغداد (۱۲۱) امرتسر (زنانہ) (۱۲۲) راہوں (۱۲۳) کوہ مری (۱۲۴) تمہ گنگ (۱۲۵) سونگھڑہ (۱۲۶) سونگھیر (۱۲۷) ڈنڈی گل (۱۲۸) رانچی (۱۲۹) کنانور (۱۳۰) کٹک

دوستوں کو اطلاع

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت نے جلسہ سالانہ سے پہلے بھی اطلاع دی تھی کہ ہم نے یکم فروری ۱۹۳۴ء تک اپنے دواخانہ کی اشتہاری ادویات میں خاص رعایت کر دی ہے لہذا اب دوبارہ آگاہی کے واسطے لکھا جاتا ہے تاکہ ہر ایک دوست فائدہ اٹھا سکیں۔ اور ساتھ ہی حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی شہادت۔ محبوب عنبری اور حب اٹھرا کے متعلق اور باقی ہماری کان کی دوا کے متعلق آپ کی رائے قابل غور ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ✻ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں گذشتہ سال ایک نہایت خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میرا بدن اس قدر دبلا ہو گیا۔ کہ گوشت پہلے کی لحاظ سے بلا مبالغہ نصف رہ گیا۔ یہاں تک کہ اصل بیماری زائل ہونے کے بعد بھی بدن میں کوئی معتدبہ ترقی نہ ہوئی۔ اسمیں کچھ میری عمر کا بھی دخل تھا۔ اس کیلئے کئی دوائیں بھی استعمال کیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور اس پر ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ اخیر میں حکیم نظام جان صاحب نے مجھے محبوب عنبری کی ایک شیشی دی۔ اس کے استعمال سے مجھے نمایاں فائدہ ہوا۔ یہاں تک کہ اب میرا بدن بیماری سے پہلی حالت سے بھی بہتر ہو گیا ہے۔ اور یہ غیر معمولی فائدہ میرے لئے محرک ہوا۔ کہ میں ان محبوب کی تعریف میں کچھ لکھ دوں۔ تاکہ اور حاجتمند بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ حکیم نظام جان صاحب کی اشتہاری دواؤں کی نسبت ایک خاص بات معلوم کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو اشتہاری دوا رائج ہو جائے۔ اور اس کے اجزا قیمتی ہوں۔ تو عموماً ان کے بنانے میں بے احتیاطی کی جاتی اور قیمتی اجزاء کی جگہ قلیل القیمت بدل ڈالنے شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً کستوری کی جگہ تیز بو والے سستے جو کوڑیوں بکتے ہیں۔ اور موتیوں کی جگہ سیپ جیسی سستی چیز ڈالدیتے ہیں۔ اور گو حکماء نے کیفیت کے لحاظ سے انکو انکا بدل لکھا ہے۔ مگر ان قیمتی دواؤں کا جو بالخاصیت اثر ہوتا ہے۔ وہ ان بدلوں میں ہرگز نہیں ہوتا۔ اور وہ سارا نسخہ بیکار ہو جاتا ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت مولانا حکیم مولوی نور الدین صاحب کے مطب سے حکیم نظام جان صاحب قیمتی اجزاء رکھنے میں ایسی بے احتیاطی نہیں کرتے۔ بلکہ دکان پر بڑی قیمتی اجزاء بھی رکھی جاتی ہیں جس سے مجھے یقین ہے کہ دوسرے نسخوں میں بھی ضرور احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور آج کل اشتہاری اطباء میں یہ وصف بہت ہی کم پائی جاتی ہے جو انہیں ہے۔ میں اس پر حکیم نظام جان صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ۲۲ محمد سرور شاہ

المشتہر۔ نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

کناری روغن (رجسٹرڈ)

صحت حسن

اگر آپ اپنی صحت کی قدر کرتے ہیں اور اس کو ہمیشہ درست رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں اگر آپ اپنی قوت کو بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اگر عورتیں اپنی مخصوص بیماریوں سے بچنا چاہتی ہیں۔ اور اولاد کو مضبوط اور توانا بنانا چاہتی ہیں۔ تو جلد سے جلد کناری روغن کا استعمال شروع کر دیں۔ اس کا استعمال آپ کو عیاں طور پر بتا دیگا۔ کہ یہ کس قدر بیش بہا چیز اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کناری روغن بڑے قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ ویسے تو ہر موسم میں استعمال کی جا سکتی ہے۔ لیکن آج کل کا موسم بہ نسبت دوسرے موسموں کے زیادہ اچھا ہے۔ پس جلد سے جلد آرڈر بھجوائیں۔ تاکہ موجودہ موسم سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت ایک شیشی ۱؎۔ تین شیشی للعہ۔ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

دلکشا ہیر آئل (رجسٹرڈ)

یہ تیل تمام تیلوں کا سرتاج اور سب سے بڑھکر فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ اس کے فوائد کے اعتراف کرنے والے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۹۵ فیصدی ہیں۔ اور باقی جو ۵ فیصدی ہیں۔ ان کو محض گراں قیمت کی شکایت ہے۔ ورنہ فوائد سے ان کو بھی انکار نہیں۔ بس آپ کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی تیل کا استعمال کریں۔ زیادہ تفصیل کیلئے کارڈ لکھ کر فہرست مفت طلب کریں۔ قیمت فی شیشی ۱؎ اونس ۱۲؎ فی سیر ۱۲؎۔ نوٹ:۔ دو شیشیوں پر ایک شیشی کے برابر محصول لگتا ہے۔ پس آرڈر دیتے وقت اس کا خیال رکھا کریں۔ اس کے علاوہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سستی قیمت والے تیل بھی تیار کرتا ہے۔ جو خالص اور عمدہ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے سستے سپلائی کرتا ہے۔ مثلاً چنبیلی کا تیل۔ آملہ کا تیل۔ مولسری۔ گلاب۔ سنگترہ وغیرہ یہ سب تلوں کے تیلوں میں تیار کئے جاتے ہیں۔ مٹی کا تیل وغیرہ یا کوئی ایسی مضر رساں چیز نہیں استعمال کی جاتی۔ پس احمدی دوکانداروں کے لئے خاص طور پر موقعہ ہے۔ کہ وہ ہماری تمام چیزیں منگوا کر اپنی اپنی جگہ فروخت کریں۔

دلکشا پرفیومری کمپنی۔ قادیان۔ پنجاب

تیس ہزار روپیہ انعام

ختم نبوت پر گو بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر کتاب لاجواب "قرآن مبین محیط ابواب المعانی خاتم النبیین" میں ساڑھے سات سو آیات اور احادیث ختم نبوت پر بسیر کن عام فہم اردو میں بحث کی گئی ہے۔ باضابطہ تردید کرنے والے کو تیس ہزار روپیہ انعام۔ قیمت ۱۲؎ روپیہ۔ نصیر بک ایجنسی۔ قادیان

ضرورت شادی

ایک احمدی۔ سرکاری ملازمت۔ تنخواہ تخمیناً سو روپیہ ماہوار کو ایک خوبرو تعلیم یافتہ مخلص احمدی لڑکی کی ضرورت ہے۔ خواہش کنندہ احباب بابو اظہر حسین احمدی۔ آرکیالوجیکل سروے آفس پٹنہ سے خط و کتابت کریں۔

گھڑیوں کا نیا کیلنڈر

کیلنڈر مشہورہ خاتم النبیین نمبر قریباً تیار ہے۔ جلسہ سالانہ پر جملہ سکرٹریان تبلیغ و سکول ہیڈ ماسٹران کو بلا قیمت دیا جائے گا۔ باقی احباب کو صرف لاگت کے پیسوں پر بازار سے ملیگا۔ ایام جلسہ میں گھڑیاں و کیلنڈر صبح ۸ بجے سے قبل احمدیہ چوک یامین اینڈ سنز کے قریب ملیں گے۔

المشتہر

مینیجر احمدیہ واچ کمپنی شاہجہان پور۔ یو۔ پی

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھاؤ

اعلان نکاح

۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

عائشہ بی بی بنت نبی احمد صاحب رائے پور ضلع سیالکوٹ کا نکاح محمد اقبال ولد نور احمد صاحب راجپوت ککھ کھر سے چار سو روپیہ مہر پر (مولانا) محمد سرور شاہ صاحب نے اعلان کیا۔

بجلی کا منظور شدہ سکول

پنجاب بھر میں صرف سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ ہی ہے۔ جو گورنمنٹ ریگنائیزڈ ہے۔ ہر قابلیت کے طلباء کے لئے جداگانہ کلاسز ہیں۔ داخلہ جنوری میں شروع ہوتا ہے۔ پراسپکٹس جس میں وزیر تعلیم پنجاب اور انسپکٹر آف انڈسٹریز کی رائیں درج ہیں۔ مفت بھیجے جاتے ہیں

مینیجر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کے فرزند مسٹر دیوی داس ملتان جیل سے ۲ر جنوری کو رہا کر دیئے گئے۔ جو احمد آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔

سوویٹ گورنمنٹ نے ایک وسیع اور خوفناک سازش کو منکشف کر کے ساڑھے آٹھ ہزار اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ جن میں ایک ہزار سرکاری ملازم اور پولیس و فوج کے لوگ بھی ہیں۔ یہ لوگ صدر سوویٹ کے مکانات اور تقریباً تمام سرکاری دفاتر کو بموں سے اڑانا چاہتے تھے۔ حکومت نے اس تحریک کے لیڈروں کو گولی سے ہلاک کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

انگلستان اور روس کے مابین نئے تجارتی معاہدہ کی جو گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس میں اس وجہ سے رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ کہ روسی گورنمنٹ نے ان قرضہ جات کو جو برطانوی افراد نے روسی افراد کو دیا ہوا ہے۔ اور جس کی رقم ۱/۲ ۱ کروڑ پونڈ ہے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ روسی نمائندوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ اگر برطانی گورنمنٹ نے ایسی باتوں پر زور دیا۔ تو وہ مزید گفت و شنید سے انکار کر دینگے۔

برلن سے یکم جنوری کی خبر مظہر ہے کہ فرانس اور جرمنی کے درمیان مصالحت کے لئے جو گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ ختم ہو گئی ہے۔ فرانسیسی نمائندہ نے ہر ہٹلر سے کہہ دیا ہے۔ کہ جرمنی کی افواج میں اڑھائی لاکھ سپاہیوں کے اضافہ کی موجودگی میں دونو ممالک کا ایک دوسرے کے قریب آنا ناممکن ہے۔ فرانس جرمنی کو دو لاکھ سے زیادہ فوج رکھنے کی اجازت نہیں دینا چاہتا۔

نیویارک کی ایک تازہ اطلاع ہے کہ وزیر معاملات کے اعلان کے مطابق وہاں ۲۵ روز میں تیس لاکھ بیکاروں کو کام پر لگا دیا گیا ہے۔

دہلی سے ۲ر جنوری کی خبر ہے کہ وہاں کے ہریجن ایک جلوس کی صورت میں ٹاؤن ہال پر جمع ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے میونسپلٹی کو نوٹس دیا تھا۔ کہ اگر ہماری بستی میں صفائی کی حالت درست نہ ہوئی۔ تو ہم ٹاؤن ہال پر دھاوا بول دیں گے۔ میونسپلٹی کے سکرٹری اور ہیلتھ افسر نے ان کے نمائندوں کو یقین دلایا۔ کہ صفائی کا انتظام ان کے ہاں جلد از جلد کر دیا جائے گا۔

معاصر پرتاپ ۴ر جنوری راوی ہے کہ سانڈل میں ایک عجیب و غریب بکرا ہے۔ جو روزانہ آدھ سیر دودھ دیتا ہے۔ اسے دیکھنے کے لئے لوگ دور دراز سے آتے ہیں۔

امرتسر سے ۲ر جنوری کی خبر ہے کہ ماسٹر تارا سنگھ اور گیانی شیر سنگھ صاحب کی پارٹیوں میں صلح کرانے کے لئے سرکردہ سکھوں کی طرف سے ایک آخری اور موثر کوشش کی گئی۔ جو بالکل ناکام رہی۔

کراچی سے ۲ر جنوری کی خبر ہے کہ موضع سہوان ضلع دادو میں زلزلہ کے بعد ایک جگہ سے زمین شق ہو کر مستطیل شکل کا سوراخ ہو گیا جس سے گرم گیس نکل رہی ہے۔ ماہرین طبقات الارض وہاں پہنچ رہے ہیں۔

حکومت ہند کا بجٹ ۵ جنوری کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے سامنے کلکتہ میں پیش ہونے والا ہے۔ نئی دہلی سے یکم جنوری کی خبر ہے کہ ممبر خزانہ کا عملہ اس سلسلہ میں بہت مصروف ہے اس سال کے بجٹ کو قریباً دو کروڑ کے خسارہ سے بند کیا جائے گا۔ اور تنخواہوں میں تخفیف کی بحالی سخت مشکل نظر آتی ہے۔ لیکن وزیر ہند بحالی کے حامی ہیں۔ اس لئے ممکن ہے اگر پوری نہیں تو جزوی بحالی کر دی جائے۔

رومانیہ میں انقلابی تحریک اس قدر زور پکڑ گئی ہے کہ بخارسٹ سے یکم جنوری کی اطلاع کے مطابق وزیر اعظم کی ہلاکت کے بعد اس عہدہ کو کوئی شخص قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ دیگر وزراء بھی مستعفی ہو چکے ہیں۔ کیونکہ انقلاب پسندوں کے ہاتھوں وہ اپنی جانیں محفوظ نہیں سمجھتے۔

ہونولولہ (امریکہ) سے ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا آتش فشاں پہاڑ مونالوا پھٹنے والا ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے۔ کہ اس کے پھٹنے سے ایک دفعہ تمام دنیا ہل جائیگی اور اتنا بڑا زلزلہ آئیگا۔ کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

ہاؤس آف لارڈز میں سڑکوں پر حادثات کے متعلق وزیر باربرداری نے ایک دلچسپ بیان دیا۔ جس میں بتایا۔ کہ جنگ عظیم کے بعد یعنی ۱۵ سال کے عرصہ میں انگلینڈ میں سڑکوں پر حادثات کی وجہ سے ۷۵ ہزار اشخاص ہلاک اور ۱۹ لاکھ ۲۵ ہزار مجروح ہو چکے ہیں۔ زیادہ تر حوادث لنڈن میں ہوئے۔

آئرلینڈ کی موجودہ حکومت کی مخالف پارٹی (ارزق پوش) کے لیڈر جنرل اڈوفی کو قانون شکنی کے الزام میں گرفتار کر کے چند روز ہوئے ہائی کورٹ کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ جس نے اسے بری کر دیا۔ اس پر حکومت نے ان کا مقدمہ ملٹری ٹریبونل کے پیش کیا۔ لیکن ہائی کورٹ نے ٹریبونل کو نوٹس دیا ہے۔ کہ اس مقدمہ کی سماعت اس کے اختیار سماعت سے باہر ہے۔ لیکن ٹریبونل کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس کا مجاز ہے۔ تاہم مقدمہ مقدمہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

ریاست نیپال میں برطانی ہند کا ایک ہندو مہاتما بدھ کے جنم استھان کی زیارت کے لئے گاندھی ٹوپی پہنے جا رہا تھا کہ پولیس نے اسے اس بناء پر روک دیا۔ کہ ریاست کی حدود میں اس ٹوپی کا استعمال ممنوع ہے۔

کراچی سے ۲ر جنوری کی خبر ہے کہ ایک بچہ تیسری منزل کے چھجے پر کھیلتا ہوا نیچے گر پڑا۔ لیکن وہ ایک گائے پر آ کر پڑا۔ جو اتفاق سے عین اسی جگہ پہونچ چکی تھی۔ جہاں وہ گرنے والا تھا۔ اس لئے اسے مطلقاً کوئی چوٹ نہ آئی۔ اور وہ فوراً بھاگتا ہوا اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا۔ جو اس کو گرتے دیکھ کر ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔

جاپان اور ہندوستان کے مابین تجارتی معاہدہ کے متعلق دہلی سے ۳ جنوری کی خبر مظہر ہے کہ جاپان نے ہندوستان کی شرائط کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سمجھوتہ تین سال تک جاری رہے گا جاپان زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ ملین گز کپڑا ہر سال ہندوستان بھیج سکے گا۔ جس پر انہیں ۵۰ فیصدی محصول ادا کرنا ہو گا۔ اور ہر سال ہندوستان سے ۱۵۰ ملین روئی کی گانٹھیں خرید کرے گا۔ روئی خریدے بغیر بھی وہ ۱۲۵ ملین گز کپڑا ہندوستان بھیج سکتا ہے۔ حکومت ہند نے وعدہ کیا ہے۔ کہ دیگر جاپانی مال پر محصول لگاتے وقت بھی رعایت کرے گی۔ اس معاہدہ پر ۲۰ جنوری تک دستخط ہو جائیں گے۔

سری نگر سے یکم جنوری کی اطلاع ہے کہ ۳۰ دسمبر کی شب اننت ناگ میں آگ لگ گئی۔ جس سے ۴۲ دوکانیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ نقصان کا اندازہ دو لاکھ کیا جاتا ہے۔ مالکان اکثر مسلمان ہیں۔

پانڈی چری سے مہاراجہ صاحب دیواس کے ہاؤس سرجن نے ۳ر جنوری کو اعلان کیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کی بھوک ہڑتال کا ساتواں دن ہے۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ مہاراجہ صاحب کی یہ اطلاع غلط ہے کہ ستھانوں میں پوجا کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ پوجا بدستور جاری ہے۔ ریاست کے مفاد کے پیش نظر محاصل کی فراہمی آزاد افراد کے بجائے مستند ریاستی حکام کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔

کپورتھلہ زمیندارہ لیگ کے ڈکٹیٹر چودھری عبدالعزیز صاحب نے ساہوکاروں کے ناقابل برداشت قرضہ مالیہ کی زیادتی اور ٹیکسوں کے خلاف احتجاج اور پکٹنگ کرنے کے لئے والنٹیروں کی بھرتی شروع کی تھی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ۳ جنوری کی شب آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔

لاہور کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ہند ہندوستان کی سرحد پر چین اور روس کی سرگرمیوں کے پیش نظر سری نگر کو اپنے قبضہ میں لینا چاہتی ہے اور اس کے عوض سیالکوٹ مہاراجہ کشمیر کو دینا چاہتی ہے۔ اس بارہ میں خط و کتابت ہو رہی ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی